خطبہ جمعہ

بعنوان

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

(حیات، خدمات اور صفات)

سلسلۃ منبر الحکمۃ

200

بتاریخ: 05 جون 2020

بمطابق: ١٣ شوال ١٤٤١ ھج

بہ اہتمام

الحکمۃ انٹرنیشنل

5D1 ٹاؤن شپ، مادرِ ملت روڈ، نزد پائپ سٹاپ، لاہور

Download from:aghalibrary

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۞ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۞ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ﴾ [یونس: 62 - 64]

''آگاہ رہو! اللہ کے ولیوں پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غم زدہ ہوں گے۔ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے رہے، ان کے لیے دُنیا و آخرت کی زندگی میں بشارت ہے۔''

انسان کے لیے سعادت وخوش بختی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے عمدہ اخلاقیات کی دولت سے نوازے اور انسان کی شقاوت و بدبختی یہ ہے کہ وہ اخلاقِ رذیلہ کا مالک ہو۔ پھر اخلاقِ رذیلہ کی بھی انتہا یہ ہے کہ اس کا دِل اہل ایمان کے متعلق نفرت وتعصب سے بھرا ہو۔ اس سے بھی بڑھ کر ظلم اور زیادتی یہ ہے کہ اسلام کی مقدس شخصیات کے بارے میں اس کے اندر بغض ونفرت بھری ہو۔ بغض بھی ایسا کہ صرف زبانی حد تک ان کے خلاف بکواس نہ کرتا ہو بلکہ عملی طور پر بھی کسی انتہائی گھٹیا اقدام سے گریز نہ کرے۔ اسی قبیح اور شنیع فعل کا مظاہرہ شیعوں نے کیا۔ شام کے شہر اَدلب میں بشارالاسد کی سرکاری فوج اور ایرانی دہشت گرد ملیشیاؤں نے سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی قبر کھود ڈالی، ساتھ ان کی بیوی (فاطمہ بنت عبد الملک) اور خادم کی بھی۔ پھر قبروں سے ان کے مبارک اجسام کو نکال کر ان کی بے حرمتی کی اور قبروں میں غلاظت بھر دی۔

بدبودار حقیقت یہ ہے کہ ایران سمیت کسی شیعہ تنظیم نے بھی مذمت تک نہیں کی۔ گویا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس گستاخانہ بلکہ ظالمانہ کام پر خاموش رہ کر سبھی نے اپنے رِفض کا اظہار کیا ہے۔ رُوح کو تڑپا دینے والی یہ بات ہے کہ اگر ان بدبختوں کی خدانخواستہ سیدنا ابوبکر و عمر و عثمان، ازواجِ مطہرات اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبورِ مبارکہ تک رسائی ہو جائے تو یہ کیا کیا ظلم کمائیں گے؟!!

افسوس تو اس بات کا بھی ہے کہ بلادِ اسلامیہ میں سے کسی ایک بھی ملک نے زحمت گوارا نہیں کی کہ سرکاری سطح پر اور نہ ہی OIC نامی مسلمان ممالک کی مشترکہ تنظیم کو توفیق ہوئی کہ عالمی سطح پر اس غیر انسانی اقدام کے خلاف کوئی ایسی کاروائی عمل میں لائی جاتی جس سے سبھی درندوں کو سبق حاصل ہو جاتا اور وہ آئندہ مقدس شخصیات کے بارے میں کسی بھی ناپاک جسارت سے اجتناب کرتے۔

اس ظلم کا نوحہ لکھنے کے لیے الفاظ بھی موجود نہیں!! کوئی اتنا سفاک اور درندہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قبریں ہی کھود ڈالے؟! اور قبریں بھی ان ہستیوں کی جن کے احسانات کی پوری اُمت مقروض ہے۔ جنہوں نے اپنے سنہرے دورِ خلافت سے ہماری تاریخ کو جلا بخشی۔ جن کا عہد خلافت اس قدر مثالی تھا کہ خلافت بنواُمیہ کے آٹھویں خلیفہ ہونے کے باوجود بھی 'پانچویں خلیفہ راشد' کہلائے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ عمر ثانی کی حیثیت سے اُبھر کر سامنے آئے۔ جیسے سیدنا عمر فاروق نے اپنے دس سالہ عہد خلافت میں ہزاروں مربع میل پر فتح حاصل کی، اسی طرح سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے صرف اڑھائی سال کے عرصہ خلافت میں متعدد علاقوں کو فتح کر کے اسلامی حدود میں شامل کیا۔ انہوں نے جہاد کے علاوہ دعوت اِلی اللہ پر بھی خاصا زور دیا اور چارسُو اسلام کا بول بالا کیا۔ آپ فقط مسلمانوں کے نزدیک قابل احترام نہیں بلکہ انصاف پسند غیر مسلم بھی آپ کی عظمت کے معترف ہیں۔ لیکن یہ لمحہ فکریہ ہے خود کو مسلمان کہلانے والے نفرت اور تشدد کے سوداگروں نے انہیں دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی معاف نہیں کیا۔

Download from:aghalibrary

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حدیث و سیر اور تاریخ و رجال کی کتب میں ان کے عدل انصاف، خشیت وللّٰہیت، زُہد وتقویٰ، فہم وفراست اور قضا و سیاست کے بے شمار واقعات محفوظ ہیں اور آپ کی سیرت پر عربی اردو زبان میں متعدد کتب موجود ہیں۔آج کے اس مختصر سے خطبے میں (ان چند اوراق میں) ایسی نابغہ روزگار ہستی کے تذکرے کو کماحقہ' بیان تو نہیں کیا جا سکتا لیکن صرف اس غرض سے اس موضوع کا انتخاب کیا ہے کہ ان کے مبارک تذکرے سے ہمارا نصیب بھی روشن ہو جائے!!

نام ونسب:

آپ کا نام عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم اور کنیت ابوحفص ہے۔آپ سلیمان بن عبدالملک کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے۔

القاب:

آپ کو حافظ، علامہ، مجتہد، عابد، زاہد، سید، امیر المومنین، خلیفہ راشد اور عمر ثانی کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ کا شمار ائمہ مجتہدین اور خلفائے راشدین میں ہوتا ہے۔(سیر أعلام النبلاء: 114/5)

ولادت:

61 ہجری میں آپ کی ولادت ہوئی اور 40 سال کی زندگی گزار کر 101 ہجری میں انتقال فرما گئے۔امام ذہبی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی۔

والد اور والدہ:

آپ کے والد کا اسم گرامی عبدالعزیز بن مروان بن حکم ہے۔آپ بنواُمیہ کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے۔بے حد بہادر اور کریم النفس انسان تھے۔ان کی سخاوت کا

Download from:aghalibrary

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یہ عالم ہوتا تھا کہ روزانہ ایک ہزار طبق ان کے مکان کے گرد چنے جاتے تھے، جن میں سے ایک سو طبق میں صرف اہلِ مصر کے لیے کھانا ہوتا تھا۔ اسی ضمن میں ایک شاعر نے کہا تھا:

كل يوم كأنه يوم أضحى ...... عند عبد العزيز ويوم فطر

وله ألف جفنة مترعات ...... كل يوم تمدها ألف قدر

''ہر دِن عبدالعزیز ی کے ہاں عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا دن ہوتا ہے۔ ان کے ہاں ہزار چھلکتے ہوئے پیالے ہیں، جن کو ہزار دیگچیاں لبریز کرتی ہیں۔''

بیس سال سے زائد عرصہ تک والی مصر رہے۔ آپ کے نیکی وتقویٰ کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ جب آپ نے شادی کا ارادہ کیا تو اپنے منتظم کو بلا کر کہا: میرے مال میں سے چار سو حلال دینار جمع کرو کہ میں ایک نیک خاندان میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔ (الطبقات الکبری: 5/ 331)

چنانچہ آپ کی شادی خلیفہ ثانی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پوتی اُم عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب سے ہوئی۔

ایک ایمان افروز واقعہ:

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی نانی کا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک بہت ہی ایمان افروز واقعہ منقول ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کے وقت مدینے کی گلیوں کا گشت لگایا کرتے تھے، تاکہ اپنی رعایا کے احوال جان اور اپنی ریاست کی نگہبانی کر سکیں۔ اسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رات کے وقت مدینے کی گلیوں کا گشت کر رہے تھے کہ اچانک آپ ایک گھر کی دیوار کی طرف جھکے اور کان لگا کر باتیں سننے لگے۔ آپ نے سنا کہ ایک عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی:

''بیٹی! دودھ میں پانی ملا دے۔''

بیٹی نے جواب دیا: ''ماں! کیا تجھے علم نہیں کہ امیر المومنین نے اعلان کیا ہے کہ کوئی

Download from:aghalibrary

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بھی دودھ میں پانی نہ ملائے؟''

ماں بولی: ''یہاں تجھے کون سا امیر المومنین دیکھ رہے ہیں؟''

بیٹی نے کہا: ''ماں! میں ایسا نہیں کر سکتی کہ جلوت میں تو امیر المومنین کی اطاعت کروں مگر خلوت میں اس کی نافرمانی کرتی پھروں۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ ساری گفتگو سنی تو اپنے خادم اسلم سے فرمایا: اس گھر پر نشانی لگا دو اور یہ جگہ ذہن نشین کر لو۔

صبح ہوئی تو آپ نے اپنے خادم کے ذریعے اس لڑکی اور گھر کے احوال دریافت کیے تو معلوم پڑا کہ لڑکی غیر شادی ہے۔ آپ نے اپنے بیٹے عاصم رحمہ اللہ کے لیے اس لڑکی کا رِشتہ مانگ لیا۔ چنانچہ ان دونوں کی شادی ہو گئی۔ رب تعالیٰ نے عاصم کو اس لڑکی سے ایک بیٹی عطا فرمائی۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اسی نیک بخت بیٹی کے صاحبزادے ہیں۔

سیر أعلام النبلاء: 5/ 122

مسند خلافت پر تمکن:

718ء میں وابق کے مقام پر (جو فوج کی اجتماع گاہ تھی) سلیمان بن عبدالملک بیمار ہوا۔ جب زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی تو اپنے وزیر رجاء بن حیوہ کو بلا کر اپنے جانشین کے بارے میں رائے لی۔ سلیمان نے رجاء کے مشورہ کے مطابق عمر بن عبدالعزیز اور یزید بن عبدالملک کو علی الترتیب اپنا جانشین مقرر کر کے ایک وصیت نامہ لکھا اور مہر بند کر کے کعب بن جابر افسر پولیس کے حوالہ کیا کہ وہ اس وصیت نامہ پر بنو امیہ سے بیعت لے چنانچہ سلیمان کی زندگی ہی میں رجاء بن حیوۃ نے اس پر بیعت لی لیکن چونکہ سلیمان کو بنو امیہ کی طرف سے خطرہ لاحق تھا اس لیے مرنے سے پہلے رجاء کو دوبارہ بیعت کی تاکید کی۔ اس دوران خلیفہ کی موت واقع ہو گئی۔ رجاء کو خدشہ تھا کہ بنو امیہ آسانی سے عمر بن عبدالعزیز کی خلافت قبول نہ کریں گے اس لیے کچھ دیر کے لیے سلیمان کی موت کو چھپائے رکھا تا آنکہ وابق کی جامع

Download from:aghalibrary

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مسجد میں افراد بنو امیہ کو جمع کر کے دوبارہ بیعت لے لی۔ اس کے بعد وصیت نامہ کھول کر پڑھا گیا۔ جب اعلان خلافت ہو رہا تھا تو اس وقت انا للہ کی دو آوازیں بیک وقت سنی گئیں۔ ایک ہشام کے منہ سے جسے حکومت کھو جانے کا غم تھا، دوسرے عمر بن عبد العزیز جنہیں حکومت مل جانے کا افسوس تھا۔ ہشام نے بیعت سے انکار کیا تو رجاء نے اسے ڈانٹ دیا اور کہا: اٹھو! بیعت کرو، وگرنہ تمہارا سر قلم کر دوں گا۔ یہ کہہ کر عمر بن عبد العزیز کو پکڑ کر منبر پر کھڑا کر دیا۔

اس کے بعد عمر بن عبد العزیز اس عظیم ذمہ داری کے اٹھانے سے لرزاں تھے۔ خلیفہ مقرر ہونے کے بعد آپ پر گھبراہٹ کا عالم طاری تھا، آپ خود اس کے خواہش مند نہ تھے۔ ان کے نزدیک خلافت موروثی نہیں بلکہ ایک جمہوری ادارہ تھی، لہٰذا سلیمان کے دفن کرنے کے بعد مسجد میں آئے، منبر پر چڑھے اور لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''لوگو! میری خواہش اور عام مسلمانوں کی رائے لیے بغیر مجھے خلافت کی ذمہ داری میں مبتلا کیا گیا ہے، اس لیے میری بیعت کا جو طوق تمہاری گردن میں ہے خود اسے اتارے دیتا ہوں، تم جسے چاہو اپنا خلیفہ بنا لو۔''

یہ تقریر سن کر سب نے بلند آواز سے کہا ہم نے آپ کو اپنے لیے پسند کیا اور آپ سے راضی ہو گئے اس کے بعد آپ نے خدا اور اس کے رسول کے احکامات کے منشا کے بیان کرنے کے لیے لوگوں سے کہا:

اے لوگو! جس نے خدا کی اطاعت کی، اس کی اطاعت انسان پر واجب ہے جس نے خدا کی نافرمانی کی، اس کی نافرمانی لوگوں پر ضروری نہیں۔ میں اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں تو میری اطاعت ضروری جانو اور اگر میں خدا کی نافرمانی کروں تو میری بات نہ مانو۔ لوگوں نے ایک بار پھر آپ کی تائید کی اور اس طرح بیعت عامہ حاصل کرنے کے بعد آپ نے خلیفہ اسلام کی حیثیت سے اپنے کام کا آغاز کیا۔ خلیفہ مقرر ہونے کے بعد جب آپ

Download from:aghalibrary
PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عوام کے سامنے آئے تو لوگ ان کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ عمر نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اے لوگو! اگر تم ہمارے اعزاز میں کھڑے ہو گئے تو ہم بھی کھڑے ہو جایا کریں گے۔ اگر تم بیٹھو گے تو ہم بیٹھیں گے۔ لوگ خدا کے حضور کھڑے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں انسانوں پر فرض کیں اور کچھ سنن قرار دیں۔ جنھوں نے ان کی پابندی کی وہ کامیاب ہوئے اور جس نے ان کا لحاظ نہ رکھا وہ تباہ ہوا۔

اس کے بعد فرمایا:

تم میں سے جو کوئی میرے پاس آئے وہ ان باتوں کا خیال رکھے، مجھ تک ایسی حاجت پہنچائے جس کا مجھے علم نہ ہو، مجھے ایسے عدل و انصاف کی طرف توجہ دلائے جو مجھ سے نہ ہو سکا ہو، سچائی میں میرا ساتھ دے، مسلمانوں کی امانت کا نگہبان اور محافظ ہو اور میرے پاس کسی کی غیبت نہ کرے۔

احساسِ فرض اور طرزِ زندگی میں تبدیلی:

خلافت کا بارِ گراں اٹھاتے ہی فرض کی تکمیل کے احساس نے آپ کی زندگی بالکل بدل کر رکھ دی۔ وہی عمر جو نفاست پسندی اور خوش لباسی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، جو خوشبو کے دلدادہ تھے، جن کی چال امیرانہ آن بان کی آئینہ دار تھی، جن کا لباس فاخرانہ تھا، اب سراپا عجز و نیاز تھے۔ سلیمان کی تجہیز و تکفین کے بعد پلٹے تو سواری کے لیے اعلیٰ ترین گھوڑے پیش کیے گئے مگر سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان پر سوار ہونے سے انکار کر دیا اور کہا: میرے لیے میرا خچر کافی ہے اور انہیں واپس بیت المال میں داخل کرنے کا حکم دیا۔ جب افسر پولیس نیزہ لے کر آگے آگے روانہ ہوا تو اسے ہٹا دیا اور کہا کہ میں بھی تمام مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان ہوں۔ پھر جب سلیمان کے اثاثہ کو ورثا میں تقسیم کرنے کی تجویز کی تو آپ نے

Download from:aghalibrary

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سارے سامان کو بیت المال میں داخل کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ واپسی کے وقت دستور کے مطابق خیال تھا کہ وہ قصر خلافت میں ضرور داخل ہوں گے لیکن عمر اس کی بجائے یہ کہہ کر کہ میرے لیے میرا خیمہ کافی ہے؛ اندر داخل ہو گئے۔ آپ کی ملازمہ نے چہرہ بشرہ دیکھ کر اندازہ لگایا کہ آپ پریشان ہیں۔ پوچھا تو کہا: یہ تشویشناک بات ہی تو ہے کہ مشرق سے مغرب میں امت محمدیہ کا کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس کا مجھ پر حق نہ ہو اور بغیر مطالبہ و اطلاع اس کے ادا کرنا مجھ پر فرض نہ ہو۔

اس کے بعد مسجد جا کر وہ خطبہ دیا جس کا ذکر اس سے بیشتر کیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے باغِ فدک اھلِ بیت کو ان کا حق سمجھ کر واپس کر دیا جس پر اس سے قبل اختلاف تھا۔ اگرچہ فدک اگلے خلیفہ نے بعد میں دوبارہ ان سے واپس لے لیا۔

ہر وقت امت مسلمہ کے حقوق کی نگہداشت اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اور نفاذ کی فکر دامن گیر رہتی جس کی وجہ سے ہمیشہ چہرے پر پریشانی اور ملال کے آثار دکھائی دیتے۔ اپنی بیوی فاطمہ کو حکم دیا کہ تمام زر و جواہر بیت المال میں جمع کرا دو ورنہ مجھ سے الگ ہو جاؤ۔ وفا شعار اور نیک بیوی نے تعمیل کی۔ گھر کے کام کاج کے لیے کوئی ملازمہ مقرر نہ تھی تمام کام ان کی بیوی خود کرتیں۔ الغرض آپ کی زندگی درویشی اور فقر و استغنا کا نمونہ کر رہ گئی۔ آپ کی تمام تر مساعی اور کوششیں اس امر پر لگی ہوئی تھیں کہ وہ ایک بار پھر سنت فاروقی اور عہد فاروقی کی یاد تازہ کر دیں۔ آپ اس پاکیزہ زندگی اور کارہائے نمایاں کی بدولت ہی پانچویں خلیفہ راشد قرار پائے۔ آپ نے اہل بیت کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا ازالہ کیا۔ ان کی ضبط کی ہوئی جائیدایں ان کو واپس کر دی گئیں۔ احیائے شریعت کے لیے کام کیا۔ بیت المال کو خلیفہ کی بجائے عوام کی ملکیت قرار دیا۔ اس میں سے تحفے تحائف اور انعامات دینے کا طریقہ موقوف کر دیا۔ ذمیوں سے حسن سلوک کی روایت اختیار کی۔ اس کے علاوہ معاشی اور سیاسی نظام میں اور بھی اصلاحات کیں۔

Download from:aghalibrary

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اقدامات:

آپ نے بارِ خلافت سنبھالنے کے بعد منادی کروادی کہ لوگ اپنے مال و جائیداد کے بارے میں اپنی شکایتیں پیش کر دیں، جس کے بارے میں ان کا دعویٰ ہے کہ اسے زبردستی ہتھیا لیا گیا ہے۔

یہ کام بہت خطرناک اور نازک تھا، خود آپ کے پاس بڑی موروثی جاگیر تھی۔ بعض افراد نے آ کر آپ سے کہا کہ اگر آپ نے اپنی جاگیر واپس کر دی تو اولاد کی کفالت کیسے کریں گے؟ آپ نے فرمایا ان کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

آپ نے اعلان عام کروایا کہ اُموی خلفاء نے جس کے مال، جاگیر یا جائیداد پر ناجائز قبضہ جما لیا ہے وہ ان کے حقداروں کو واپس کی جا رہی ہیں۔ اس اعلان کے بعد جاگیروں کی دستاویزات منگوائیں اور آپ کے ایک ماتحت ان دستاویزات کو نکال کر پڑھتے جاتے تھے اور عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ اسے پھاڑ پھاڑ کر پھینکتے جاتے تھے۔ آپ نے اپنی اور اہل خاندان کی ایک ایک جاگیر ان کے حقداروں کو واپس کر دی اور اس میں کسی کے ساتھ کسی قسم کی رعایت سے کام نہ لیا۔

خلیفہ بننے سے قبل عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی نفاست پسندی کا یہ حال تھا کہ نہایت بیش قیمت لباس زیب تن کرتے تھے اور تھوڑی دیر میں اسے اتار کر دوسرا قیمتی لباس پہنتے تھے۔ وہ اپنے زمانے کے سب سے خوش لباس اور جامہ زیب شخص مانے جاتے تھے لیکن عہدۂ خلافت سنبھالتے ہی ان کی زندگی میں بڑا تغیر آ گیا۔ انہوں نے گھر کا ایک ایک نگینہ بیت المال میں داخل کروا دیا، خاندان کے تمام وظائف بند کر دیے اور اپنی تمام سواریاں فروخت کر کے رقم بیت المال میں داخل کروادی۔ انہوں نے خلفاء کے ساتھ نقیبوں اور علمبرداروں کے چلنے کا سلسلہ بھی بند کروا دیا۔

دورِ خلافت کی خصوصیت:

Download from:aghalibrary

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بیان کیا جاتا ہے کہ خلافت سے پہلے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سامنے تین ہزار درہم کا لباس پیش کیا گیا تو آپ کو پسند آیا۔ پھر دوران خلافت آپ کے خریدنے کے لیے کپڑے بھیجے گئے تو آپ نے تین درہم والا کپڑا خریدا اور فرمایا: کاش! کوئی اس سے بھی موٹا اور کھردرا (کپڑا) ہوتا، کیونکہ یہ بھی پتلا ہے۔ ذرا غور کیجیے کہ کہاں وہ تین ہزار اور کہاں یہ تین درہم۔

آپ کا زمانۂ خلافت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح بہت ہی مختصر تھا۔ لیکن جس طرح عہد صدیقی بہت اہم زمانہ تھا اسی طرح عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خلافت کا زمانہ بھی عالم اسلام کے لیے قیمتی زمانہ تھا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ وہ خلافت اسلامیہ کو خلافت راشدہ کے نمونے پر قائم کر کے عہد صدیقی اور عہد فاروقی کو دنیا میں پھر واپس لے آئے تھے۔

کارنامے:

آپ نے اپنے مختصر دور خلافت میں رعایا کی فلاح و بہبود کے لیے بھی وسیع پیمانے پر اقدامات کیے۔ خلیفہ بننے سے قبل نومسلموں سے بھی جزیہ وصول کیا جاتا تھا، آپ نے اسے ظلم قرار دیتے ہوئے اس کی ممانعت کر دی۔ اس پر صرف مصر میں اتنے لوگ مسلمان ہوئے کہ جزیہ کی آمدنی گھٹ گئی اور وہاں کے حاکم سے آپ سے شکایت کی کہ آمدنی کم ہونے کی وجہ سے قرض لے کر مسلمانوں کے وظیفے ادا کرنے پڑ رہے ہیں۔

آپ نے بیت المال کی حفاظت کا نہایت سخت انتظام کیا، دفتری اخراجات میں تخفیف کر دی۔ ملک کے تمام معذورین اور شیر خوار بچوں کے لیے وظیفے مقرر کیے۔ نومسلموں پر جزیہ معاف کر دینے سے آمدنی گھٹنے کے باوجود سرکاری خزانے سے حاجت مندوں کے وظائف مقرر کیے لیکن ناجائز آمدنیوں کی روک تھام، ظلم کے سدباب اور مال کی دیانت دارانہ تقسیم کے نتیجے میں صرف ایک سال بعد یہ نوبت آ گئی کہ لوگ صدقہ لے کر

Download from:aghalibrary

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آتے تھے اور صدقہ لینے والے نہ ملتے تھے۔

آپ نے جگہ جگہ سرائیں بنوائیں جن میں مسافروں کی ایک دن اور بیمار مسافروں کی دو دن میزبانی کا حکم دیا، شراب کی دکانوں کو بند کروادیا اور حکم دیا کہ کوئی ذمی مسلمانوں کے شہروں میں شراب نہ لانے پائے۔

آپ نے اپنے دور میں علم کی اشاعت پر خصوصی توجہ دی۔ آپ نے تدریس و اشاعت میں مشغول علمائے کرام کے لیے بیت المال سے بھاری وظیفے مقرر کر کے ان کو فکرِ معاش سے آزاد کر دیا۔ آپ کا سب سے بڑا تعلیمی کارنامہ احادیثِ نبوی کی حفاظت و اشاعت ہے۔

آپ کے دور میں بڑے پیمانے پر تبلیغ اسلام کے باعث ہزاروں لوگ مسلمان ہوئے جن میں سندھ کے راجہ داہر کا بیٹا جے سنگھ بھی شامل تھا۔

آپ کی امتیازی صفات

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بے حد پرکشش اور قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے۔ رب تعالیٰ کی ذات پر پختہ ایمان، آخرت پر یقین، توکل علی اللہ، رب کا خوف اور رحمت کی اُمید، بے پناہ علم، صدق و وفا، شجاعت و بہادری، زُہد و قناعت، عاجزی و انکساری، عدل و انصاف اور امورِ حکمرانی کو احسن انداز سے نمٹانے جیسی صلاحیتیں آپ میں موجود تھیں۔ آپ کی چند اہم صفات کا تذکرہ زینتِ قرطاس کیے دیتے ہیں:

تقویٰ و ورع:

آپ کے تقویٰ اور ورع کا عالم یہ تھا کہ بیت المال سے کوئی بھی چیز اپنے ذاتی مصرف میں نہیں لاتے تھے۔ یہاں تک کہ بیت المال کا چراغ بھی اس وقت تک ہی روشن رکھتے جب تک سرکاری کام کر رہے ہوتے، جب وہ کام مکمل ہو جاتا تو چراغ بجھا دیتے اور اپنے استعمال کے لیے ذاتی چراغ جلا لیتے۔

Download from:aghalibrary

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سیرة عمر بن عبد العزیز للصلابی ، ص: 121

ایک بار آپ کا شہد کھانے کو جی چاہا لیکن گھر میں دستیاب نہیں تھا۔ کچھ دن بعد اہلیہ نے شہد پیش کیا۔ آپ نے کھانے کے بعد پوچھا: یہ کہاں سے آیا؟ اہلیہ نے بتایا کہ میں نے خادم کو سرکاری خچر پر بھیجا تھا، وہ دو دینار کے عوض یہ شہد لے کر آیا ہے۔ آپ نے فوراً شہد منگوایا اور اس کی قیمت لگوائی، تو دو دینار سے زیادہ لگی۔ آپ نے دو دینار اپنی اہلیہ کو دیے اور باقی رقم بیت المال میں جمع کروا دی۔ کیا اب مسلمانوں کے جانور (یعنی سرکاری خچر) عمر کی خواہش پوری کرنے کے لیے استعمال کیے جائیں گے؟

أخبار أبی حفص للآجری ، ص: 54

خوفِ خدا کا غلبہ:

آپ کی ذات میں خوفِ خدا کا غلبہ جوانی میں بھی تھا اور پختہ عمر میں بھی۔ زمامِ خلافت سنبھالنے کے بعد؛ جب بہت سے حکمران لڑکھڑا جاتے ہیں، مگر آپ پر تب بھی خوفِ الٰہی کے آثار نمایاں نظر آتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے یزید بن مہلب کو لکھا:

> ''اگر مجھے شادیاں کرنے اور مال اکٹھا کرنے کا شوق ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے جتنا کچھ عطا کیا ہوا تھا میں اس میں سے ہی یہ سب کر لیتا اور اتنا بنا لیتا کہ خلقِ خدا میں سے کوئی بھی اس تک نہ پہنچ پاتا۔ لیکن اللہ نے مجھے جو ذمہ داری سونپی ہے میں اس کے سخت حساب سے ڈرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے اور مجھ پر رحم فرمائے۔''

تاریخ الطبری نقلاً عن النموذج الاداری ، ص: 140

اسی طرح آپ کی اہلیہ فاطمہ بنت عبدالملک بیان کرتی ہیں:

> ''اللہ کی قسم! آپ دوسروں سے زیادہ نمازی اور روزے دار نہیں تھے، لیکن جتنا آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اتنا میں نے کسی اور کو ڈرتے نہیں دیکھا۔ آپ اپنے بستر پر لیٹے اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے تھے اور خوفِ الٰہی کی شدت سے کسی

Download from:aghalibrary

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بے بس چڑیا کی طرح کانپ رہے ہوتے تھے۔ان کی یہ حالت دیکھ کر ہم اہلِ خانہ یہ کہہ اٹھتے کہ آپ صبح تک زندہ نہیں رہیں گے۔''

سيرة عمر بن عبد العزيز، ص: 42

روزِ قیامت کا خوف:

آپ کے دِل میں قیامت کا بہت ڈر رہتا تھا۔آپ رب تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں قیامت کے دن کے علاوہ بھی کسی چیز سے ڈرتا ہوں تو تو مجھے اس چیز کے خوف سے امن نہ دینا۔

تاريخ الخلفاء، ص: 224

یہ قیامت کا خوف ہی تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے:

''تمہیں ایک ایسے دن کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اگر ستاروں کو اس کی طرف متوجہ کیا جائے تو ان کی روشنی ماند پڑ جائے، اگر پہاڑوں کو ان کی طرف متوجہ کیا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور اگر زمین کو اس کی طرف متوجہ کیا جائے تو وہ پھٹ جائے۔کیا تم لوگ یہ بات نہیں جانتے کہ جنت اور جہنم کے درمیان میں کوئی تیسری منزل نہیں ہے؟ اور تمہیں ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف لامحالہ جانا ہے۔''

سيرة عمر بن عبد العزيز لابن الجوزي، ص: 232

نصیحت کے متلاشی:

خیر اور نصیحت کے اس قدر حریص تھے کہ کسی سے بھی ملتی فوراً حاصل کرتے۔نصیحت قبول کرنے میں ان کا عہدہ خلافت کبھی مانع نہیں ہوا تھا۔ایک بار ایک آدمی آپ سے ملنے آیا۔اس وقت آپ کے سامنے ایک انگیٹھی پڑی ہوئی تھی، جس میں آگ دہک رہی تھی۔آپ نے اس آدمی سے کہا: مجھے کوئی نصیحت کریں۔وہ بولا: اے امیر المومنین! جب آپ

Download from:aghalibrary

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خود جہنم میں جائیں گے تو کسی کا جنت میں جانا آپ کے کس کام کا؟ اور اگر آپ جنت میں داخل ہوں گے تو کسی کے جہنم میں جانے سے آپ کا کیا نقصان؟ یہ سن کر آپ رونے لگ گئے۔

سيرة عمر بن عبد العزيز ، ص: 90

تواضع وانکساری:

آپ نہایت متواضع اور منکسر المزاج شخص تھے۔ ایک بار کسی نے آپ کو یا خليفة الله في الأرض (اے زمین میں اللہ کے خلیفہ!) کہہ کر پکارا۔ تو آپ نے فوراً اسے ٹوکا اور فرمایا: میرے گھر والوں نے میرا نام عمر رکھا ہے، اس لیے تم مجھے عمر ہی کہہ کر پکارو۔

سيرة عمر بن عبد العزيز لابن عبد الحكيم ، ص: 48

ایک بار آپ کے پاس کچھ مہمان بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں چراغ کی بتی خراب ہو گئی۔ آپ اُٹھ کر ٹھیک کرنے لگ گئے۔ ایک آدمی بولا: امیر المومنین! یہ کام ہم کر دیتے۔ آپ نے فرمایا: اس سے مجھے کیا فرق پڑا؟ جب چراغ ٹھیک کرنے گیا تب بھی میں عمر ہی تھا اور جب ٹھیک کر کے واپس لوٹا ہوں تب بھی میں عمر ہی ہوں۔

سيرة عمر بن عبد العزيز لابن عبد الحكيم ، ص: 39

یہ واقعہ بھی آپ کی تواضع وانکساری کی خوب صورت مثال ہے کہ ایک دن آپ نے اپنی کنیز کو پنکھے سے ہوا دینے کا کہا۔ وہ ہوا دینے لگی۔ آپ نے راحت محسوس کی اور آنکھ لگ گئی۔ جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ کنیز ہوا دیتے دیتے تھک گئی اور پسینے میں شرابور ہو کر لیٹ گئی۔ آپ نے پنکھا پکڑا اور اسے ہوا دینے لگے۔ وہ جھٹ سے اٹھی اور خوف کے مارے کانپنے لگی کہ یہ کیا غضب ہو گیا۔ آپ نے اسے کہا: گھبراؤ نہیں! تم بھی میرے جیسی ایک انسان ہو، جیسے مجھے گرمی لگی ویسے ہی تمہیں بھی لگو۔ تو میں نے چاہا کہ جیسے تم نے مجھے ہوا دی تھی ویسے میں بھی تمہیں ہوا دے دوں۔

أخبار أبي حفص للآجري ، ص: 86

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عفو و درگزر:

ایک آدمی نے آپ کو برا بھلا کہا۔ آپ خاموش رہے۔ کسی نے کہا: آپ انتقام کیوں نہیں لیتے؟ تو آپ نے فرمایا: جسے خدا کا خوف ہوتا ہے اس کی زبان کو لگام ہوتی ہے۔

سيرة عمر لابن الجوزي، ص: 208

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا فاطمہ بنت عبدالملک سے ایک بیٹا تھا۔ ایک دن وہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے نکلا تو ایک غلام نے اس کا سر زخمی کر دیا۔ لوگ آپ کے بیٹے کو اور زخمی کرنے والے کو آپ کے پاس لے آئے۔ بیٹے کو دیکھ کر ماں رونے لگی۔ اتنے میں دوسرے لڑکے کی ماں بھی آ گئی اور کہنے لگی: میرا بیٹا یتیم ہے (لہٰذا اس پر رحم فرمائیے گا)۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے پوچھا: کیا اس کا بیت المال سے وظیفہ مقرر ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا (یعنی اپنے بچے کا انتقام لینے کی بجائے اُلٹا یتیم کے سر پر ہاتھ رکھا اور شفقت فرماتے ہوئے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا)۔

سيرة عمر لابن الجوزي، ص: 207

زُہد و قناعت:

مالک بن دینار رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: لوگ کہتے ہیں مالک بن دینار زاہد ہے جبکہ زاہد تو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہیں، جن کے پاس دنیا چل کر آئی لیکن انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔

حلية الأولياء: 5/ 257

حقیقت بھی ایسے ہی ہے، کیونکہ آپ وہ شخصیت تھے کہ کہا جاتا ہے آپ نہایت قیمتی اور نفیس لباس پہنا کرتے تھے اور جو لباس ایک بار پہن لیتے دوبارہ وہ زیب تن نہیں کرتے تھے، مگر جب بارِ خلافت کندھوں پر آن پڑا تو یوں زاہد ہوئے کہ ایک عام سے آدمی جیسی زندگی گزاری۔ لباس بالکل سادہ پہنے لگے۔ گزشتہ حکمرانوں کی طرح زرق برق لباس کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آپ کے ہاں تصور تک نہیں تھا۔ اس لیے آپ نے سابقہ تمام حکمرانوں کی فضولیات کو بیچ کر ان کی قیمت بیت المال میں جمع کرا دی تھی۔

سيرة عمر بن عبد العزيز للصلابى، ص: 115

مسند خلافت پر متمکن ہوتے وقت آپ کا غلہ ایک ہزار دینار کا تھا جبکہ وفات کے وقت اس کی مقدار چار سو دینار تک رہ گئی اور اگر مزید زندگی پاتے تو شاید یہ مقدار بھی باقی نہ رہتی، کیونکہ آپ بیت المال سے تنخواہ نہ لیتے تھے۔

حلية الأولياء: 5/ 257 ۔ سيرة عمر لابن الجوزی، ص: 1861

خطبہ رائٹر	خطبہ حاصل کرنے کے لیے	تاثرات اور مشورہ کے لیے
حافظ فیض اللہ ناصر	03034125519	حافظ شفیق الرحمٰن زاہد (مدیر)
03214697056	03014843312	03015989211
	03424449009	

Download from:aghalibrary

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com